

21577- عاریت کے احکام

سوال

عاریت کا معنی کیا ہے اور اس کے کیا احکام ہیں؟

پسندیدہ جواب

فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے عاریت کی تعریف یہ کی ہے کہ :

کسی معین اور مباح چیز کا نفع لینا جس کا نفع لینا مباح ہو اور نفع حاصل کرنے کے بعد اصل چیز کو مالک کو واپس کرنا۔

تو اس تعریف سے وہ چیز خارج ہوگی جس کا نفع حاصل کیا جائے تو وہ ضائع ہو جائے مثلاً کھانے پینے والی چیزیں۔

عاریت کتاب و سنت اور اجماع کے ساتھ مشروع ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور استعمال کرنے والی چیزوں سے روکتے ہیں﴾۔ الماعون (7)

یعنی وہ چیزیں جو لوگ عام طور پر آپس میں لیتے دیتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ضرورت کی چیزوں سے لوگوں کو روکتے اور عاریت نہیں دیتے۔

جو علماء کرام عاریت کو واجب کہتے ہیں انہوں نے اسی مندرجہ بالا آیت سے استدلال کیا ہے اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی یہی مسلک ہے کہ اگر مالک غنی ہو تو اسے کوئی چیز عاریت دینے سے نہیں روکنا چاہیے۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے گھوڑا عاریت لیا تھا اور صفوان بن امیہ سے درعیں عاریت حاصل کی تھیں۔

کسی محتاج اور ضرورت مند کو کوئی چیز عاریت دینے میں دینے والے کو اجر و ثواب اور قرب حاصل ہوتا ہے، اس لیے کہ یہ عمومی طور پر نیکی اور بھلائی کے کاموں میں تعاون ہے۔

عاریت کے صحیح ہونے کے لیے چار شرطیں ہیں :

پہلی شرط :

عاریت دینے والے کی اہلیت : اس لیے کہ اعارہ میں تبرع کی قسم پائی جاتی ہے، اس لیے بچے اور مجنون نہ ہی بے وقوف کی عاریت صحیح ہوگی۔

دوسری شرط :

جسے عاریت دی جا رہی ہے وہ بھی لینے کا اہل ہو، تاکہ اس کا قبول کرنا صحیح ہو۔

تیسری شرط :

عاریتادی جارہی چیز کا نفع مباح ہونا چاہیے : تو مسلمان غلام کافر کو عاریتاً نہیں دیا جاسکتا، اور نہ ہی محرم کا شکار وغیرہ اس لیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿اور تم برائی اور دشمنی کے کاموں میں تعاون نہ کرو﴾۔

چوتھی شرط :

کہ عاریتادی گئی چیز سے نفع حاصل کرنے کے بعد اس کی اصل باقی رہنا ضروری ہے جس کے اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔

عاریت دینے والے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہے اپنی چیز واپس لے لے لیکن اگر اس چیز کے واپس لینے سے عاریتاً لینے والے کو کوئی نقصان ہونے کا خدشہ ہو پھر نہیں۔

جیسے کہ اگر کسی نے سامان اٹھانے کے لیے کشتی عاریتاً لی تو اسے اس وقت تک واپس نہیں لیا جاسکتا جب تک کہ وہ سمندر میں ہے، اور اسی طرح اگر کسی نے دیوار عاریتاً حاصل کی تاکہ وہ اپنی چھت اس پر رکھ سکے تو جب تک اس کے اوپر چھت کی لکڑیاں ہیں اس وقت تک اسے واپس نہیں لیا جاسکتا۔

اسی طرح عاریتاً لینے والے پر واجب ہے کہ وہ عاریتاً لی گئی چیز کی حفاظت بھی اپنے مال کی طرح ہی کرے تاکہ اس کے مالک تک صحیح سالم لوٹائی جاسکے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿یقیناً اللہ تعالیٰ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم امانتوں کو ان کے مالکوں کو لوٹادو﴾۔

تو یہ آیت امانت کے لوٹانے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور اس میں عاریت بھی شامل ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(آپ امانت کو امانت رکھنے والے کے پاس لوٹادیں)۔

تو یہ نصوص انسان کے پاس امانت رکھی گئی چیز کی حفاظت اور اسے مالک کو صحیح سالم واپس کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، اور اس عمومی حکم میں عاریت بھی شامل ہوتی ہے، اس لیے عاریت لینے والا اس کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور وہ چیز اس سے مطلوب بھی ہے، اور اس کے لیے تو صرف اس چیز سے نفع حاصل کرنا جائز ہے وہ بھی عرف عام کی حدود میں رہتے ہوئے، تو اس لیے وہ اسے ایسے استعمال نہیں کر سکتا کہ وہ چیز ہی ضائع ہو جائے اور نہ ہی اس کے یہ جائز ہے کہ وہ اس کا ایسا استعمال کرے جو صحیح نہ ہو اس لیے کہ اس کے مالک نے اس کی اجازت نہیں دی۔

اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿احسان کا بدلہ احسان ہی ہے﴾۔

اور اگر اسے جس کے لیے عاریتاً حاصل کیا گیا تھا استعمال نہیں کرتا بلکہ کسی اور چیز میں استعمال کرتا ہے اور وہ چیز ضائع ہونے کی صورت میں اس کا ضامن ہوگا اور اس کا نقصان دینا واجب ہے۔

اس لیے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

(جو کچھ ہاتھ نے لیا اسے واپس کرنا ہے) اسے پانچ نے روایت کیا اور امام حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔

تو اس سے یہ دلیل ملتی ہے کہ انسان نے جو کچھ لیا ہے وہ اسے واپس کرنا ہے اس لیے کہ وہ دوسرے کی ملکیت ہے اس لیے وہ اس سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے مالک یا اس کے قائم مقام تک نہیں پہنچ جاتی۔

اگر عاریتالی گئی چیز سے صحیح طریقے پر نفع حاصل کرتے ہوئے وہ چیز ضائع ہو جائے تو عاریتالی لینے والے پر کوئی ضمانت نہیں اس لیے کہ دینے والے اس استعمال کی اجازت دی تھی اور جو کچھ اجازت شدہ پر مرتب ہو اس کی ضمانت نہیں ہوتی۔

اور اگر عاریتالی گئی جس کام کے لیے لی گئی تھی اس کے علاوہ کسی اور استعمال میں ضائع ہو جائے تو اس کی ضمانت میں علماء کرام کا اختلاف ہے :

کچھ کا کہنا ہے کہ : اس پر ضمانت واجب ہے چاہے وہ اس نے زیادتی کی یا نہیں کی اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مندرجہ ذیل قول کا عموم ہے :

(ہاتھ نے جو کچھ لیا ہے وہ اس کے ذمہ ہے حتیٰ کہ وہ اسے واپس کر دے)۔

یہ بھی اس جیسا ہی ہے کہ اگر کوئی جانور مر جائے یا کپڑے جل جائیں ، یا جو چیز کی عاریتالی گئی ہے وہ چوری ہو جائے۔

کچھ علماء کا کہنا ہے کہ اگر وہ کوئی زیادتی نہیں کرتا تو اس پر ضمانت نہیں ہے ، اس لیے کہ زیادتی کے بغیر اسے ذمہ کوئی ضمانت نہیں ، شائد کہ یہی قول راجح ہے اس لیے کہ عاریتالی لینے والے نے مالک کی اجازت سے اپنے قبضہ میں کیا ہے تو وہ اس کے پاس امانت کی طرح ہی ہے۔

مستعیر پر عاریتالی گئی چیز کی حفاظت واجب ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کا خیال رکھے اور جب اس کا کام ختم ہو جائے تو اسے مالک کی طرف جلدی لوٹائے اور اس میں کسی قسم کی بھی سستی اور کاہلی سے کام نہ لے اور نہ ہی اسے ضائع ہونے دے اس لیے کہ وہ اس کے پاس امانت ہے اور اس کے مالک نے اس پر احسان کیا ہے۔

اور پھر اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے :

﴿أَوْ رَكِبُوا إِحْسَانَ كَابِدْلَهُ إِحْسَانَ كَعَلَاوَهُ كَظَهْرٍ أَوْ رَكِبُوا إِحْسَانَ﴾۔